قُل مَا اَسئَلُکُم عَلَیہِ اَجرًا اِلَّا المَوَدَّۃَ فِی القُربٰی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی صاحبزادی

# سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

تالیف

علامہ ابوریحان ضیاء الرحمٰن فاروقی

ادارہ اشاعت المعارف

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب ............ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

مصنف ............ ابوریحان علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

تعداد ............

سنِ اشاعت ............ جون 2011ء

ہدیہ ............

ناشر ............ ادارہ اشاعت المعارف نزد جامعہ عمر فاروق اسلامیہ راوی محلّہ سمندری ضلع فیصل آباد۔

0300-6661452

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# پہلی بات

قرآن و حدیث سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں تھیں۔ان کی علیحدہ علیحدہ فضائل سے احادیث کی کتب بھری ہوئی ہیں۔آپ کی چار صاحبزادیاں حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بطن سے تھیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی زوجہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ صاحبزادیوں کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت قاسم اور طاہر طیب (عبداللہ) بھی آپ کے بطن سے پیدا ہوئے۔(از صحیح الروائۃ صفحہ ۲۲۰ ج ۹)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد حضرت ابراہیم کے علاوہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیوں کے متعلق ذخائر احادیث میں۔اس قدر تصریحات موجود ہیں جنہیں تواتر کا درجہ حاصل ہے۔اس کے بارے میں شیعہ کی بعض کتب بھی چار صاحبزادیوں کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوگئی ہیں۔اس سلسلے میں شیعہ مذہب کی بنیادی کتاب اصول کافی کی درج ذیل روایت ملاحظہ ہو۔

" وتزويج الخديجةوهو ابن بضع وعشرين سنة فولاه منها قبل مبعثه القاسم ورقيه وزينب و ام كلثوم ولد له بعد المبعث الطيب والطاهرو فاطمه عليه السلام .

(اصول کافی صفحہ ۹۷ کتاب الحجہ، باب مولائے البنی از محمد بن یعقوب کلینی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجہ کیساتھ نکاح کیا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر بیس سال سے زیادہ تھی۔ پھر خدیجہ سے جناب کی جو اولاد بعثت سے پہلے پیدا ہوئی وہ قاسم، زینب، رقیہ اور ام کلثوم تھیں۔اور بعثت کے بعد حضرت خدیجہ سے آپ کی اولاد طیب طاہر اور فاطمہ

Scanned with CamScanner

پیدا ہوئیں۔

اصول کافی اس معتبر روایت کے بعد شیعہ کی طرف سے ایک سے زائد بیٹیوں کا انکار ہٹ دھرمی اور ضد پر مبنی ہے اصول کافی کے شارحین میں مراۃ العقول (از ملا باقر مجلسی) اور الصافی (از ملا خلیل قزوینی) نے اس روایت کو صحیح تسلیم کیا ہے۔ اسی طرح شیعہ کے اصول رابعہ کے ایک اور مصنف شیخ صدوق ابن بابویہ القمی نے بھی اپنی تصنیف کتاب الخصال میں بھی امام جعفر صادق کے حوالہ سے آنحضرت ﷺ کی چار صاحبزادیوں کو تسلیم کیا ہے۔ (از کتاب بنات اربعہ صفحہ ۶۳ مولانا محمد نافع صاحب)

آنحضرت ﷺ کی چار صاحبزادیوں کی تصریح کے بعد یہ بات کہنا کہ اگر آپ کی ایک سے زیادہ صاحبزادیاں بھی تھیں۔ تو دوسری صاحبزادیوں کے فضائل ومناقب کا اس انداز سے ذکر کیوں نہ کیا گیا۔ جیسا حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا ہے یا مباہلہ کے موقع پر آپ نے باقی صاحبزادیوں کو اس میں کیوں شامل نہ کیا۔ یہ بلا جواز ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کی سب سے چھوٹی اولاد ہیں۔

وفات رسول سے دو سال قبل یعنی ۸ ہجری تک آپ ﷺ کی پہلی تینوں صاحبزادیاں فوت ہو چکی تھیں۔ مباہلہ کے موقع پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ آپ کی اولاد میں کوئی زندہ نہ تھا، ظاہر ہے کہ فراوانی اور خوشحالی کے وقت اولاد میں جو بھی موجود ہو اس کے ساتھ محبت کا اضافہ ہونا فطری امر ہے۔ جب کہ پہلی تین صاحبزادیوں کے فضائل ومناقب بھی احادیث میں بکثرت موجود ہیں۔

Scanned with CamScanner

# ابتدائی حالات

## پیدائش:

بعثت نبوت کے وقت جب آنحضرت ﷺ کی عمر ۴۱ سال تھی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں۔

## لقب:

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے القاب میں زہراء اور بتول خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

## بہن بھائی:

آپ کی بہنوں میں حضرت زینب، حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم اور بھائیوں میں حضرت قاسم، حضرت طاہر طیب اور حضرت ابراہیم شامل ہیں۔

## فضائل ومناقب:

مسلم شریف میں ہے۔

فاقبلت فاطمه تمشی ماتخطئة مشيته الرسول ﷺ شيئا

یعنی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جس وقت ملتی تھیں تو آپ کی چال ڈھال اپنے والد حضرت محمد ﷺ کے بالکل مشابہ ہوتی تھی۔

## حضرت عائشہؓ کی روایت:

**عن عائشة قالت را ءیت اصد اشب سمتاودلا وددھیا برسول الله صلی الله علیه وسلم من فاطمه .**

یعنی آنحضرت ﷺ کے ساتھ قیام وقعود اور اٹھنے بیٹھنے میں فاطمہ سے زیادہ مشابہت رکھنے والا میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔

## فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے:

☆ البدایہ میں ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا **الفاطمه سيدة نساء اهل الجنة** فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہے۔

☆ کنز العمال میں ہے۔ فاطمہ سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گی۔

Scanned with CamScanner

☆ صحیح بخاری میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا فاطمہ خواتین امت کی سردار ہیں۔ فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے اسے تنگ کیا اس نے مجھے تنگ کیا، جس نے مجھے تنگ کیا اس نے اللہ کو تنگ کیا جس نے اللہ کو تنگ کیا قریب ہے کہ اللہ اس کا مواخذہ کرے۔

## چند اہم واقعات:

زینی وحلان نے سیرۃ صلبیہ کے حاشیہ میں لکھا ہے۔

''علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کی بعثت کے ابتدائی زمانے میں ایک دن ابوجہل نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کسی بات پر تھپڑ مار دیا کمسن سیدہ روتی ہوئی آنحضرت ﷺ کے پاس آئیں آپ ﷺ نے ان سے فرمایا ''بیٹی جاؤ اور ابوسفیان کو ابوجہل کی اس حرکت سے آگاہ کرو وہ ابوسفیان کے پاس گئیں اور انسے سارا واقعہ سنایا۔ ابوسفیان نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی انگلی پکڑی اور سیدھے وہاں پہنچے جہاں ابوجہل بیٹھا ہوا تھا انھوں نے سیدہ سے کہا بیٹی جس طرح اس نے تمہارے منہ پر تھپڑ مارا تھا تم بھی اس کے منہ پر تھپڑ مارو، اگر یہ کچھ بولے گا تو میں اس سے نمٹ لوں گا، چنانچہ سیدہ نے ابوجہل کو تھپڑ مارا اور پھر گھر جا کر آنحضرت ﷺ کو یہ واقعہ سنایا۔ آپ نے دعا فرمائی۔ ''اے اللہ! ابوسفیان کے اس سلوک کو نہ بھولنا'' حضور ﷺ کی اس دعا کا نتیجہ تھا کہ چند سال بعد ابوسفیان اسلام کے زیور سے آراستہ ہوئے اور خلعت اسلام زیب تن کیا۔

(بحوالہ کتاب سیرۃ فاطمۃ الزہرا صفحہ ۶۷)

## حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ کی شادی:

حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کی شادی کے بارے میں ایک روایت یہ ہے کہ ایک دن حضرات ابوبکر صدیقؓ، عمر فاروقؓ اور سعد بن ابی وقاص نے مشورہ کیا کہ فاطمہؓ کے لیے کئی پیغام حضور ﷺ کو پہنچے ہیں لیکن آپ ﷺ نے کوئی بھی منظور نہیں فرمایا، اب علیؓ باقی ہیں جو رسول اللہ کے جانثار اور محبوب بھی ہیں اور عم زادہ بھی، معلوم ہوتا ہے فقر و تنگدستی کی وجہ سے وہ فاطمہؓ کے لیے پیغام نہیں دیتے۔ کیوں نہ انہیں پیغام بھیجنے کی ترغیب دی جائے اور ضرورت ہو تو ان کی مدد بھی کی جائے۔ تینوں حضرات یہ مشورہ کر کے حضرت علیؓ کو

Scanned with CamScanner

ڈھونڈنے نکلے، وہ جنگل میں اپنا اونٹ چرا رہے تھے۔ تینوں بزرگوں نے بڑے خلوص کے ساتھ حضرت علیؓ کو حضرت فاطمہؓ کے لیے پیغام بھیجنے کی ترغیب دی۔ انہیں اپنی بے سرو سامانی کی بناء پر ایسا کرنے میں تامل ہوا مگر ان حضرات کے مجبور کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ دلی خواہش تو ان کی بھی یہی تھی۔ لیکن فطری حیا پیغام بھیجنے میں مانع تھی، اب جرأت کر کے حضور ﷺ کو پیغام بھیج دیا۔ حضور ﷺ نے ان کی استدعا فوراً قبول فرمالی۔ پھر حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ان کا ذکر کیا۔ انہوں نے بزبان خاموشی اپنی رضامندی کا اظہار کر دیا۔

دوسری روایت یہ ہے کہ انصار اور مہاجرین کی ایک جماعت نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے پیغام بھیجنے کی ترغیب دی۔ حضرت علیؓ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حرف مدعا زبان پر لائے۔ حضور ﷺ نے فوراً فرمایا اھلاً ومرحبا اور پھر خاموش ہو گئے۔ صحابہؓ کی جماعت باہر منتظر تھی۔ حضرت علیؓ نے انہیں حضور ﷺ کا جواب سنایا۔ انہوں نے حضرت علیؓ کو مبارک باد دی کہ حضور ﷺ نے آپ کا پیغام منظور فرمالیا۔

حضور ﷺ نے پوچھا ''تمہارے پاس حق مہر ادا کرنے کے لیے بھی کچھ ہے''۔

حضرت علیؓ نے عرض کیا ''ایک زرہ اور ایک گھوڑے کے سوا کچھ نہیں'' حضور ﷺ نے فرمایا ''گھوڑا تو لڑائی کے لیے ضروری ہے۔ زرہ کو فروخت کر کے اس کی قیمت لے آؤ''۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ارشاد نبوی ﷺ کے آگے سر تسلیم خم کر دیا۔

اس کے بعد حضرت علیؓ نے یہ زرہ فروخت کے لیے صحابہؓ کے سامنے پیش کی۔ حضرت عثمان ذوالنورینؓ نے ۴۸۰ درہم پر یہ زرہ خرید لی۔ اور پھر ہدیتاً حضرت علیؓ کو واپس دے دی۔ حضرت علیؓ یہ رقم لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ عرض کیا تو آپ ﷺ نے عثمانؓ کے حق میں دعائے خیر کی۔ اسی اثناء میں حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رضامندی حاصل کر لی تھی۔ حضرت علیؓ نے زرہ کی قیمت فروخت حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''دو تہائی خوشبو وغیرہ پر صرف کرو اور ایک تہائی سامان شادی اور دیگر اشیائے خانہ داری پر خرچ کرو''۔ پھر حضور ﷺ نے حضرت انسؓ بن مالک کو حکم دیا کہ جاؤ ابوبکرؓ، عمرؓ، طلحہ، زبیرؓ، عبدالرحمٰن بن عوف اور دیگر مہاجرین و انصار کو مسجد نبوی میں بلا لاؤ۔ (خود حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ اس سے پہلے حضور ﷺ پر

وحی آنے کی سی کیفیت طاری ہوئی وہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ حضور ﷺ نے فرمایا جبریل امین اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام لائے تھے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح علیؓ سے کردیا جائے)۔

جب بہت سے صحابہ کرامؓ دربار رسالت (مسجد نبوی) میں جمع ہو گئے تو حضور ﷺ منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا:

"اے گروہ مہاجرین و انصار مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ فاطمہ بنت محمد ﷺ کا نکاح علی بن ابی طالب سے کردوں۔ میں تمہارے سامنے اسی حکم کی تعمیل کرتا ہوں"۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے خطبہ نکاح پڑھا۔ پھر حضور ﷺ نے بایں الفاظ دعا کی۔

**"جمع اللہ شملکما واسعد جد کما وبارک علیکما واخرج منکما ذریۃ طیبۃ"۔**

(اللہ تعالیٰ تم دونوں کی پراگندگی کو جمع کرے، تمہاری کوششوں کو سعید بنائے، تم پر برکت کرے اور تم سے پاک اولاد پیدا کرے"۔

صحیح روایت کے مطابق یہ نکاح ۳ ہجری کو ہوا اور فوری رخصتی عمل میں آئی۔

(از کتاب سیرت فاطمۃ الزہرا صفحہ ۹۴)

رخصتی کے دوسرے دن حضور ﷺ نے خواہش ظاہر کی کہ ولیمہ بھی ہونا چاہیے۔ حضرت سعدؓ نے اس مقصد کے لیے فوراً ایک بھیڑ ہدیہ پیش کردی اور کچھ انصار نے بھی اس کام میں ہاتھ بٹایا۔ حضرت علیؓ نے مہر میں سے جو رقم بچ رہی تھی اس سے کچھ اشیاء خریدیں۔ دعوت ولیمہ میں دسترخوان پر کھجور، پنیر، زمان جو اور گوشت تھا۔ حضرت اسماءؓ سے روایت ہے کہ اس زمانے کا بہترین ولیمہ تھا۔

جو اصحاب نکاح کے کچھ عرصہ بعد رخصتی کے قائل ہیں انہوں نے اس سلسلے میں یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے سرور کائنات کے شانہ اقدس سے کچھ فاصلے پر ایک مکان کرایہ پر لے لیا تھا۔ ایک دن حضرت علیؓ کے بھائی عقیل بن ابی طالب ان کے پاس تشریف لائے اور کہا کہ ہم چاہتے ہیں رسول کریم ﷺ اپنی لخت جگر کو اب رخصت کردیں۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا، میری بھی یہی خواہش ہے۔ چنانچہ دونوں حضرات حضرت ام ایمنؓ کے پاس تشریف لے گئے جو حضور ﷺ کی آزاد کردہ کنیز تھیں اور

Scanned with CamScanner

جنہوں نے حضور ﷺ کے بچپن میں آپ ﷺ کی خبر گیری اور خدمت کی تھی۔ سرور عالم ﷺ ان کی بے حد تعظیم وتوقیر فرماتے تھے اور ''میری ماں'' کہہ کر مخاطب ہوتے تھے۔ حضرت ام ایمنؓ ان دونوں کو ازواج مطہرات کے پاس لے گئیں۔ انہوں نے حضور ﷺ سے عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ علیؓ کی خواہش ہے کہ ان کی بیوی کو رخصت کر دیجئے''۔ حضور رسالت ماب ﷺ راضی ہو گئے۔ چند درہم حضرت علیؓ کو دیئے اور فرمایا ''جاؤ بازار سے چھوہارے اور پنیر خرید لاؤ''۔ حضرت علیؓ نے پانچ درہم کا گھی خریدا۔ ایک درہم کا پنیر اور چار درہم کے چھوہارے اور سب اشیاء لا کر حضور ﷺ کے سامنے رکھ دیں۔ حضور ﷺ نے ان چیزوں کو دعوت ولیمہ کے لیے رکھ دیا۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کو بلایا، اپنے سینۂ مبارک پر ان کا سر رکھا، پیشانی پر بوسہ دیا اور ان کا ہاتھ حضرت علیؓ کے ہاتھ میں دے کر فرمایا:

''اے علی پیغمبر کی بیٹی تجھے مبارک ہو''۔

اور ''اے فاطمہ تیرا شوہر بہت اچھا ہے اب تم دونوں میاں بیوی اپنے گھر جاؤ''۔

پھر دونوں کو میاں بیوی کے فرائض وحقوق بتائے اور خود دروازے تک وداع کرنے آئے۔ دروازے پر حضرت علی مرتضیٰؓ کے دونوں بازو پکڑ کر انہیں دعائے خیرو برکت دی۔ حضرت علیؓ اور سیدۃ النساءؓ دونوں اونٹ پر سوار ہوئے۔ حضرت سلمان فارسیؓ نے اس کی نکیل پکڑی۔ حضرت اسماءؓ بنت عمیس اور بعض روایتوں کے مطابق سلمیٰؓ ام رافع یا حضرت ام ایمنؓ سیدہؓ کے ہمراہ گئیں۔

سرکار دوعالم ﷺ نے اپنی لخت جگر کو جو جہیز دیا مختلف روایتوں کے مطابق اس کی تفصیل یہ ہے:

۱: ایک بستر مصری کپڑے کا، جس میں اون بھری ہوئی تھی۔

۲: ایک نقشی تخت یا پلنگ

۳: ایک چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

۴: ایک مشکیزہ۔

۵: دو مٹی کے برتن (یا گھڑے) پانی کے لیے۔

۶: ایک چکی (ایک روایت میں دو چکیاں درج ہیں)۔

Scanned with CamScanner

۷: ایک پیالہ

۸: دو چادریں

۹: دو بازو بند نقرئی۔

۱۰: ایک جاءنماز۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے بعد حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے دعوت ولیمہ کا اہتمام فرمایا۔ آپ ﷺ نے جو اشیاء اس مقصد کے لیے منگوائی تھیں ان سب کا مالیدہ تیار کرنے کا حکم دیا اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ باہر جا کر جو مسلمان بھی ملے اسے اندر لے آؤ۔ چنانچہ بہت سے مہاجرین وانصار کو اس بابرکت دعوت میں شریک ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ جب مہمانوں نے کھانا کھا لیا تو آپ ﷺ نے ایک پیالہ کھانا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اور ایک سیدہ فاطمۃ الزہراء کو مرحمت فرمایا۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ میں علی رضی اللہ عنہ وفاطمہ رضی اللہ عنہا کی دعوت ولیمہ میں حاضر تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اس سے بہتر اور عمدہ ولیمہ کسی کی نہیں دیکھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لیے گوشت اور چھوہارے سے کھانا تیار کرایا۔ جب کھانا تیار ہو گیا تو آپ ﷺ نے مدینہ کے لوگوں کو بلا بھیجا اور اپنے دست مبارک سے مہمانوں میں تقسیم فرمایا۔ (بحوالہ سیرۃ فاطمہ الزہرا صفحہ ۹۶)

## شادی کے بعد فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نئے گھر میں:

سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا میکے سے رخصت ہو کر جس گھر میں گئیں۔ وہ مسکن نبوی ﷺ سے کسی قدر فاصلے پر تھا۔ حضور ﷺ کو وہاں آنے جانے میں تکلیف ہوتی تھی۔ ایک دن آپ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

''بیٹی مجھے اکثر تمہیں دیکھنے کے لیے آنا پڑتا ہے۔ میں سوچتا ہوں، تمہیں اپنے قریب بلا لوں''۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا۔ ''آپ کے قرب وجوار میں حارثہ رضی اللہ عنہ بن نعمان کے بہت سے مکانات ہیں، آپ ان سے فرمایئے وہ کوئی نہ کوئی مکان خالی کر دیں گے''۔

حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ بن نعمان ایک متمول انصاری تھے اور کئی مکانات کے مالک

Scanned with CamScanner

تھے۔ جب سے حضور ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تھے وہ اپنے کئی مکانات حضور ﷺ کی نذر کر چکے تھے۔ رحمت عالم ﷺ نے یہ مکانات مستحق مہاجرین میں تقسیم فرما دیئے تھے۔ جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حارثہ رضی اللہ عنہا کے مکان کے لیے حضور ﷺ سے التماس کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''جان پدر! حارثہ سے اب کوئی اور مکان مانگتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے۔ وہ پہلے ہی اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی خوشنودی کے لیے کئی مکانات دے چکے ہیں''۔

حضور ﷺ کا ارشاد سن کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا خاموش ہوگئیں...... ہوتے ہوتے یہ خبر حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ بن نعمان تک پہنچی کہ رسول اکرم ﷺ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے قریب بلانا چاہتے ہیں لیکن مکان نہیں مل رہا، وہ نہایت مخلص اور ایثار پیشہ آدمی تھے، یہ خبر سنتے ہی بے تاب ہوگئے اور دوڑتے ہوئے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی:

یارسول اللہ میں نے سنا ہے کہ آپ ﷺ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کسی قریب کے مکان میں لانا چاہتے ہیں۔ میں یہ مکان جو آپ ﷺ کے کاشانہ اقدس کے متصل ہے، خالی کیے دیتا ہوں آپ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس میں بلا لیجئے۔ اے میرے آقا میری جان و مال آپ ﷺ پر قربان ہے۔ خدا کی قسم جو چیز حضور ﷺ مجھ سے لیں گے، مجھے اس کا آپ کے پاس رہنا زیادہ محبوب ہوگا بہ نسبت اس کے کہ میرے پاس رہے''۔

سرور عالم ﷺ نے حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ کے جذبہ ایثار کی تحسین فرمائی اور ان کے لیے خیر و برکت کی دعا کی۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ کی پیشکش کے جواب میں فرمایا:

''تم سچ کہتے ہو، اللہ تعالیٰ تمہیں خیر و برکت دے''۔

اس کے بعد حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ بن نعمان والے قریبی مکان میں منتقل کرا لیا۔

Scanned with CamScanner

## حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی گھریلو زندگی:

''مدارج النبوۃ'' میں شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے درمیان گھریلو کاموں کی تقسیم فرما دی تھی۔ چنانچہ گھر کے اندر جتنے کام تھے۔ مثلاً چکی پیسنا، جھاڑو دینا، کھانا پکانا وغیرہ وہ سب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ذمہ تھے اور باہر کے سب کام مثلاً بازار سے سودا سلف لانا، اونٹ کو پانی پلانا وغیرہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ذمہ تھے۔ اس طرح ان کی ازدواجی زندگی میں نہایت خوشگوار توازن پیدا ہو گیا تھا۔

صحیح بخاری میں ہے کہ ایک مرتبہ ابو جہل کے بھائی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو غوراء بنت ابی جہل سے نکاح کرنے کی ترغیب دی اور انہوں نے اس کی حامی بھر لی۔ چنانچہ غوراء کے سرپرست حضور ﷺ سے اس نکاح کی اجازت لینے آئے۔ حضور ﷺ کو یہ بات سخت ناگوار گزری۔ آپ ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور منبر پر چڑھ کر فرمایا:

''بنی ہشام بن مغیر، علی ابن ابی طالب سے اپنی بیٹی کا عقد کرنا چاہتے ہیں اور مجھ سے اجازت مانگتے ہیں۔ لیکن میں اجازت نہ دوں گا، کبھی نہ دوں گا، البتہ علی میری بیٹی کو طلاق دے کر ان کی لڑکی سے نکاح کر سکتے ہیں۔ فاطمہ میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے جس نے اسے اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی''۔

اس کے بعد اپنی دوسری بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے شوہر حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ بن ربیع کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

''اس نے مجھ سے جو بات کہی اس کو سچ کر کے دکھلا دیا اور جو وعدہ کیا وفا کیا۔ اور میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرنے نہیں کھڑا لیکن خدا کی قسم اللہ کے رسول کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی دونوں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں''۔

حضور ﷺ کو اس طرح ناراض دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بنت ابو جہل سے نکاح کا ارادہ فوراً ترک کر دیا اور پھر حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی زندگی میں کسی دوسرے نکاح کا خیال تک دل میں نہ لائے۔

صحیح بخاری میں حضرت سہل رضی اللہ عنہ بن سعد سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ

Scanned with CamScanner

ﷺ حضرت فاطمہ ؓ کے گھر تشریف لے گئے اور علی رضی اللہ عنہ کو نہ پایا۔ (حضرت فاطمہؓ سے) پوچھا، تمہارے ابن عم کہاں ہیں؟ بولیں مجھ میں اور ان میں کچھ جھگڑا ہو گیا تھا وہ غصہ میں چلے گئے ہیں اور یہاں (دوپہر کو) نہیں لیٹے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا، دیکھو وہ کہاں ہیں۔ اس نے آکر خبر دی کہ مسجد میں سو رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے۔ وہ (حضرت علیؓ) لیٹے ہوئے تھے۔ پہلو سے چادر ہٹ گئی تھی اور مٹی جسم میں لگ گئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ مٹی پونچھتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے۔ اٹھو ابوتراب، اٹھو ابوتراب''۔

حضور ﷺ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ گھر لائے اور دونوں میاں بیوی میں صلح کرا دی۔ اہل سیر کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ابوتراب کہلایا جانا عمر بھر بہت محبوب رہا۔

ایک بار سیدہ فاطمہ ؓ کو بخار آ گیا۔ رات انہوں نے سخت بے چینی میں کاٹی۔ حضرت علی ؓ کا بیان ہے کہ میں بھی ان کے ساتھ جاگتا رہا۔ پچھلے پہر ہم دونوں کی آنکھ لگ گئی۔ فجر کی اذان سن کر بیدار ہوا تو دیکھا کہ فاطمہ ؓ معمول کے مطابق چکی پیس رہی ہیں۔ میں نے کہا، فاطمہ تمہیں اپنے حال پر رحم نہیں آتا۔ رات بھر تمہیں بخار رہا صبح اٹھ کر ٹھنڈے پانی سے وضو کر لیا، اب چکی پیس رہی ہو۔ خدا نہ کرے زیادہ بیمار ہو جاؤ''۔

حضرت فاطمہ ؓ نے سر جھکا کر جواب دیا کہ اگر میں اپنے فرائض ادا کرتے کرتے مر بھی جاؤں تو کچھ پروا نہیں ہے۔ میں نے وضو کیا اور نماز پڑھی، اللہ کی اطاعت کے لیے اور چکی پیسی تمہاری اطاعت اور بچوں کی خدمت کے لیے۔

سیدنا حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ ہماری مادر گرامی کی زندگی میں باہر کے تمام کام ہمارے والد بزرگوار انجام دیتے تھے اور گھر کے اندر تمام کام کاج، کھانا پکانا، چکی پیسنا، جھاڑو دینا وغیرہ سب ہماری مادر گرامی خود اپنے ہاتھوں سے انجام دیتی تھیں۔

حضرت فاطمہ ؓ خانہ داری کے کاموں کی انجام دہی کے لیے کبھی اپنی کسی رشتہ دار یا ہمسایہ کو اپنی مدد کے لیے نہیں بلاتی تھیں۔ نہ کام کی کثرت اور نہ کسی قسم کی محنت مشقت سے گھبراتی تھیں۔ ساری عمر شوہر کے سامنے حرف شکایت زبان پر نہ لائیں اور نہ ان سے

کسی چیز کی فرمائی کی۔

کھانے کا یہ اصول تھا کہ چاہے خود فاقے سے ہوں جب تک شوہر اور بچوں کو نہ کھلا لیتیں خود ایک لقمہ بھی منہ میں نہ ڈالتیں۔

ایک دفعہ حضرت علیؓ سر پر گھاس کا گٹھا اٹھائے گھر تشریف لائے اور حضرت فاطمہؓ سے کہا، ذرا یہ گٹھا اتارنے میں میری مدد کرو۔ اس وقت وہ کام میں مصروف تھیں جلد نہ اٹھ سکیں۔ حضرت علیؓ نے گٹھا زمین پر دے مارا اور کہا: ''......معلوم ہوتا ہے تم گھاس کے گٹھے کو ہاتھ لگانے میں سبکی محسوس کرتی ہو''۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے معذرت کرتے ہوئے کہا، ہرگز نہیں میں کام میں مصروفیت کی وجہ سے جلد نہ اٹھ سکی ورنہ جو کام میرے ابا جان رسول خدا ہوتے ہوئے اپنے دست مبارک سے کرتے ہیں میں انہیں کرنے میں سبکی کیسے محسوس کر سکتی ہوں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے یہی اوصاف وخصائل تھے کہ ان کی وفات کے بعد جب کسی نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ آپ کے ساتھ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حسن معاشرت کیسا تھا وہ آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا:

''فاطمہ جنت کا ایک خوشبودار پھول تھا جس کے مرجھانے کے باوجود اس کی خوشبو سے اب تک میرا دماغ معطر ہے۔ اس نے اپنی زندگی میں مجھے کبھی کسی شکایت کا موقع نہیں دیا''۔

## شمائل وخصائل:

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ میں نے طور وطریق کی خوبی، اخلاق وکردار کی پاکیزگی، نشست وبرخاست، طرز گفتگو اور لب ولہجہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا۔ ان کی رفتار بھی بالکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار تھی۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ رفتار وگفتار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہترین نمونہ تھیں۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن ہم

Scanned with CamScanner

سب بیویاں آپ ﷺ کے پاس بیٹھی تھیں کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سامنے سے آئیں، بالکل رسول اللہ ﷺ کی چال تھی۔ ذرا بھی فرق نہ تھا۔ آپ ﷺ نے بڑے تپاک سے بلا کر (مرحبا یا بنتی کہہ کر) پاس بٹھالیا۔ پھر آپ ﷺ نے ان کے کان میں کچھ فرمایا، وہ رونے لگیں۔ ان کو روتے دیکھ کر آپ ﷺ نے ان کے کان میں کچھ کہا، وہ ہنسنے لگیں۔

میں نے فاطمہ سے کہا، فاطمہ تمام بیویوں کو چھوڑ کر تم سے رسول اللہ ﷺ اپنے راز کی باتیں کہتے ہیں اور تم روتی ہو۔ آپ ﷺ جب تشریف لے گئے تو میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے واقعہ (رونے اور ہنسنے کا سبب) پوچھا۔ انہوں نے کہا، میں ابا جان کا راز فاش نہیں کروں گی۔

جب رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے تو میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا، فاطمہ میرا تم پر جو حق ہے میں تم کو اس کا واسطہ دے کر کہتی ہوں کہ اس دن کی بات مجھ سے کہہ دو۔ انہوں نے کہا، ہاں اب ممکن ہے، میرے رونے کی وجہ یہ تھی کہ آپ ﷺ نے اپنی جلد وفات کی خبر دی تھی اور ہنسنے کا سبب یہ تھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا، فاطمہ کیا تم کو یہ پسند نہیں کہ تم دنیا کی عورتوں کی سردار ہو"۔ (سیرۃ عائشہؓ بحوالہ صحیحین)

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہمیشہ سچی اور صاف بات کہتی تھیں۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ان کی صدق مقالی اور صاف گوئی کی شہادت ان الفاظ میں دی ہے۔

"میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے والد بزرگوار رسول اللہ ﷺ کے سوا فاطمہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ سچا اور صاف گو کسی کو نہ دیکھا۔" (الاستیعاب)

## حضرت فاطمہؓ کی عبادت اور شب بیداری:

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو عبادت الٰہی سے بے انتہا شغف تھا۔ وہ قائم اللیل اور دائم الصوم تھیں۔ خوف الٰہی سے ہر وقت لرزاں وترساں رہتی تھیں۔ مسجد نبوی کے پہلو میں گھر تھا۔ سرور عالم ﷺ کے ارشادات و مواعظ گھر بیٹھے سنا کرتی تھیں۔ ان میں عقوبت اور محاسبہ آخرت کا ذکر آتا تو ان پر ایسی رقت طاری ہوتی کہ روتے روتے غش آجاتا تھا۔ تلاوت قرآن کرتے وقت عقوبت وعذاب کی آیات آجاتیں تو جسم اطہر پر کپکپی

Scanned with CamScanner

طاری ہو جاتی اور آنکھوں سے سیل اشک رواں ہو جاتا۔

زبان پر اکثر اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری رہتا تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ میں فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھتا تھا کہ کھانا پکاتی جاتی تھیں اور ساتھ ساتھ خدا کا ذکر کرتی جاتی تھیں۔

حضرت سلمان فارسیؓ کا بیان ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہراء گھر کے کام کاج میں لگی رہتی تھیں اور قرآن پاک پڑھتی رہتی تھیں۔ وہ چکی پیستے وقت بھی (کوئی گیت گانے کے بجائے) قرآن پاک پڑھتی رہتی تھیں۔

علامہ اقبالؒ نے اس شعر میں ان کی اسی عادت کی طرف اشارہ کیا ہے:

آں ادب پروردۂ صبر و رضا
آسیا گردان و لب قرآں سرا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بیان ہے کہ فاطمہ اللہ تعالیٰ کی بے انتہا عبادت کرتی تھیں لیکن گھر کے کام دھندوں میں فرق نہ آنے دیتی تھیں۔

سیدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی والدہ ماجدہ کو (گھر کے کام دھندوں سے فرصت پانے کے بعد) صبح سے شام تک محراب عبادت میں اللہ تعالیٰ کے آگے گریہ وزاری کرتے، نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ اس کی حمد وثناء کرتے اور دعائیں مانگتے دیکھا کرتا تھا۔ یہ دعائیں وہ اپنے لیے نہیں بلکہ تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کے لیے مانگتی تھیں۔

عبادت کرتے وقت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نورانی چہرہ زعفرانی ہو جاتا تھا۔ جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا تھا، آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی تھی یہاں تک کہ اکثر مصلیٰ آنسوؤں سے بھیگ جاتا تھا۔

ایک اور روایت میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میری مادر گرامی نماز کے لیے اپنی گھریلو مسجد کی محراب میں کھڑی ہوئیں اور ساری رات نماز میں مشغول رہیں، اسی حالت میں صبح ہو گئی۔ مادر گرامی نے مومنین اور مومنات کے لیے بہت دعائیں مانگیں مگر اپنے لیے کوئی دعا نہ مانگی۔

میں نے عرض کیا ''اماں جان آپ نے سب کے لیے دعا مانگی لیکن اپنے لیے کوئی

Scanned with CamScanner

دعا نہیں مانگی؟"

فرمایا"بیٹا پہلا حق باہر والوں کا ہے اس کے بعد گھر والوں کا"۔(مدارج النبوۃ)

حضرت خواجہ حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہراء کی عبادت کا یہ حال تھا کہ اکثر ساری ساری رات نماز میں گزار دیتی تھیں۔

بہت سی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا بیماری اور تکلیف کی حالت میں بھی عبادت الٰہی کو ترک نہ کرتی تھیں۔

اللہ تعالیٰ کی عبادت، اس کے احکام کی تعمیل، اس کی رضا جوئی اور سنت نبوی کی پیروی ان کے رگ و ریشے میں سما گئی تھی۔ وہ دنیا میں رہتے ہوئے اور گھر گرہستی کے کام کاج کرتے ہوئے بھی ایک اللہ کی ہو کر رہ گئی تھیں۔

اس لیے ان کا لقب بتول پڑ گیا تھا۔

## زہد و قناعت:

ایک دفعہ رسول اکرم ﷺ کے پاس مالِ غنیمت میں کچھ غلام اور لونڈیاں آئیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

فاطمہ چکی پیستے پیستے تمہارے ہاتھوں میں آبلے (گھٹے) پڑ گئے ہیں اور چولہا پھونکتے پھونکتے تمہارے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا ہے۔ آج حضور ﷺ کے پاس مال غنیمت میں سے بہت سی لونڈیاں آئی ہیں۔ جاؤ ابا جان سے ایک لونڈی مانگ لاؤ۔"

سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں لیکن شرم و حیا حرف مدعا زبان پر لانے میں مانع ہوئی۔ تھوڑی دیر بارگاہ نبوی میں حاضر رہ کر گھر واپس آ گئیں اور حضرت علیؓ سے کہا مجھے حضور ﷺ سے کنیز مانگنے کی ہمت نہیں پڑتی آپ میرے ساتھ چلیں۔ چنانچہ دوسرے دن دونوں میاں بیوی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اپنی تکالیف بیان کیں اور ایک لونڈی کے لیے درخواست کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا"میں تمہیں کوئی لونڈی خدمت کے لیے نہیں دے سکتا۔ ابھی اصحاب صفہ کی خورد و نوش کا تسلی بخش انتظام مجھے کرنا ہے میں ان لوگوں کو کیسے بھول جاؤں جنہوں نے اپنا گھر بار چھوڑ کر فقر و فاقہ اختیار کیا ہے۔"

Scanned with CamScanner

حضور ﷺ کا ارشاد سن کر دونوں میاں بیوی خاموشی سے اپنے گھر چلے گئے۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا لونڈی مانگنے کے لیے سرور دو عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو وہاں لوگوں کا مجمع دیکھ کر کچھ نہ کہہ سکیں کیونکہ ان کے مزاج میں شرم وحیا بہت زیادہ تھی۔ آخر ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اپنی ضرورت کا اظہار کر کے واپس آ گئیں۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ تک یہ بات پہنچائی تو دوسرے دن حضور ﷺ خود حضرت علیؓ اور سیدہ فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے اور سیدہؓ سے پوچھا:

''فاطمہ کل تم کس غرض کے لیے میرے پاس گئی تھیں۔''

سیدہؓ شرم کے مارے اب بھی کچھ عرض نہ کر سکیں۔ اس موقع پر حضرت علیؓ نے عرض کیا:

''یا رسول اللہ ﷺ! فاطمہ کی یہ حالت ہے کہ چکی پیستے پیستے ہاتھوں میں گھٹے پڑ گئے ہیں۔ مشک بھرنے سے سینے پر رسی کے نشان ہو گئے ہیں۔ ہر وقت گھر کے کاموں میں مصروف رہنے سے کپڑے میلے ہو جاتے ہیں کل میں نے ان سے کہا تھا کہ آج کل حضور ﷺ کے پاس مال غنیمت میں لونڈیاں آئی ہوئی ہیں تم جا کر اپنی تکلیف بیان کرو اور ایک لونڈی مانگ لاؤ تاکہ تمہاری تکلیف کچھ ہلکی ہو جائے۔ یہی درخواست لے کر یہ کل آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تھیں۔''

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ''بیٹی بدر کے شہیدوں کے یتیم تم سے پہلے مدد کے حق دار ہیں۔''

پھر آپ ﷺ نے فرمایا ''تم جس چیز کی خواہش مند تھیں اس سے بہتر ایک چیز میں تم کو بتاتا ہوں۔ ہر نماز کے بعد دس دس بار سبحان اللہ۔ الحمد اللہ اور اللہ اکبر پڑھا کرو اور سوتے وقت تنتیس مرتبہ سبحان اللہ تنتیس مرتبہ الحمد اللہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔ یہ عمل تمہارے لیے لونڈی اور غلام سے بڑھ کر ثابت ہوگا۔''

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ''میں اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ سے اسی حال میں راضی ہوں۔''

Scanned with CamScanner

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو لونڈی نہیں دی گئی لیکن وہ بالکل مطمئن ہو گئیں اور حسب سابق خوش دلی کے ساتھ اپنے کام کاج میں مصروف رہنے لگیں۔ علامہ شبلی نعمانی نے اس واقعہ کا نقشہ اس طرح کھینچا ہے۔

افلاس سے تھا سیدۂ پاک کا یہ حال — گھر میں کوئی کنیز نہ کوئی غلام تھا
گھس گئی تھیں ہاتھ کی دونوں ہتھیلیاں — چکی کے پیسنے کا جو دن رات کام تھا
سینہ پہ مشک بھر کے جو لاتی تھیں بار بار — گو نور سے بھرا تھا مگر نیل فام تھا
اٹ جاتا تھا لباس مبارک غبار سے — جھاڑو کا مشغلہ بھی ہر صبح و شام تھا
آخر گئیں جناب رسولؐ خدا کے پاس — یہ بھی کچھ اتفاق وہاں اذن عام تھا
محرم نہ تھے جو لوگ تو کچھ کر سکیں نہ عرض — واپس گئیں کہ پاس حیا کا مقام تھا
پھر جب گئیں دوبارہ تو پوچھا حضورؐ نے — کل کس لیے تم آئی تھیں کیا خاص کام تھا
غیرت یہ تھی کہ اب بھی نہ کچھ منہ سے کہیں — حیدرؓ نے ان کے منہ سے کہا جو پیام تھا
ارشاد یہ ہوا کہ غریبان بے وطن — جن کا کہ صفہ نبوی میں قیام تھا
میں ان کے بندوبست سے فارغ نہ ہنوز — ہر چند اس میں خاص مجھے اہتمام تھا
جو جو مصیبتیں کہ اب ان پر گزرتی ہیں — میں اس کا ذمہ دار ہوں میرا یہ کام تھا
کچھ تم سے بھی زیادہ مقدم تھا ان کا حق — جن کو کہ بھوک پیاس سے سونا حرام تھا
خاموش ہو کے سیدۂ پاک رہ گئیں — جرأت نہ کر سکیں کہ ادب کا مقام تھا

یوں کی بسر ہر اہل بیت مطہر نے زندگی
یہ ماجرائے دختر الانامؐ تھا

## دختر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ساری رات ایک باغ سینچا اور اجرت میں تھوڑے سے جو حاصل کیے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ان کا ایک حصہ لے کر آٹا پیسا اور کھانا تیار کیا۔ عین کھانے کے وقت ایک مسکین نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا ''میں بھوکا ہوں'' حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا نے وہ سارا کھانا اسے دے دیا۔ پھر باقی اناج میں سے کچھ حصہ پیسا اور کھانا پکایا۔ ابھی کھانا پک کر تیار ہوا ہی

تھا کہ ایک یتیم نے دروازہ پر آکر دست سوال دراز کیا۔ وہ سب کھانا اسے دے دیا۔ پھر انہوں نے باقی اناج پیسا اور کھانا تیار کیا۔ اس مرتبہ ایک مشرک قیدی نے اللہ کی راہ میں کھانا مانگا ...... وہ سب کھانا اس کو دے دیا۔ غرض سب اہل خانہ نے اس دن فاقہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ ادا ایسی پسند آئی کہ اس کے گھر کے قدسی صفات مکینوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

ویطمعون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما و اسیرا (الدھر)

(اور وہ اللہ کی راہ میں مسکین یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں)

ایک دفعہ کسی نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا، چالیس اونٹوں کی زکوٰۃ کیا ہوگی؟ سیدہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

''تمہارے لیے صرف ایک اونٹ اور اگر میرے پاس چالیس اونٹ ہوں تو میں سارے ہی راہ خدا میں دے دوں۔''

سیدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن ایک وقت کا فاقہ کے بعد ہم سب کو کھانا میسر ہوا۔ والد بزرگوار (حضرت علی کرم اللہ وجہہ) حسین رضی اللہ عنہ اور میں کھا چکے تھے لیکن والدہ ماجدہ (سیدۃ النساءؓ) نے ابھی نہیں کھایا تھا۔ انہوں نے ابھی روٹی پر ہاتھ ڈالا ہی تھا کہ دروازے پر ایک سائل نے صدا دی۔ ''رسول اللہ کی بیٹی میں دو وقت کا بھوکا ہوں میرا پیٹ بھر دو۔''

والدہ محترمہ نے فوراً کھانے سے ہاتھ اٹھالیا اور مجھ سے فرمایا ''جاؤ یہ کھانا سائل کو دے آؤ۔ مجھے تو ایک ہی وقت کا فاقہ ہے اور اس نے دو وقت سے نہیں کھایا۔''

## شرم وحیا:

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا پردہ پر نہایت پابند تھیں اور حد درجہ حیادار تھیں۔ ایک بار سرور عالم ﷺ نے انہیں طلب فرمایا تو وہ شرم سے لڑکھڑاتی ہوئی آئیں۔

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ان سے پوچھا ''بیٹی عورت کی سب سے اچھی صفت کونسی ہے تو انہوں نے عرض کیا:

''عورت کی سب سے اعلیٰ خوبی یہ ہے کہ نہ وہ کسی غیر مرد کو دیکھے اور نہ کوئی غیر مرد اس کو دیکھے۔''

Scanned with CamScanner

ایک مرتبہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور کی خدمت میں اس غرض سے حاضر ہوئیں کہ آپ ﷺ سے کوئی لونڈی طلب کریں لیکن فرط حیا سے دل کی بات زبان پر نہ لاسکیں اور بغیر کچھ کہے واپس آ گئیں۔

ایک دفعہ حضور ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے آپ ﷺ کے پیچھے ایک نابینا صحابی حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ بھی اندر چلے گئے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا انہیں دیکھ کر کوٹھڑی میں چھپ گئیں، جب وہ چلے گئے تو حضور ﷺ نے فرمایا، بیٹی تم چھپ کیوں گئیں تھیں۔ ابن ام مکتوم تو اندھے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا، بابا جان اگر وہ اندھے ہیں تو میں تو ایسی نہیں ہوں کہ خواہ مخواہ غیر مرد کو دیکھا کروں۔

شرم وحیاء کی انتہا یہ تھی کہ عورتوں کا جنازہ بغیر پردہ کے نکلنا پسند نہ تھا۔ اسی بناء پر اپنی وفات سے پہلے وصیت کی کہ میرے جنازے پر کھجور کی شاخوں کے ذریعے کپڑے کا پردہ ڈالا دیا جائے اور جنازہ رات کے وقت اٹھایا جائے تاکہ اس پر غیر مردوں کی نظر نہ پڑے۔

## آنحضرت ﷺ کی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے محبت کے واقعات:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو آپ ﷺ از راہ محبت کھڑے ہو جاتے اور شفقت سے ان کی پیشانی کو بوسہ دیتے اور اپنی نشست سے ہٹ کر اپنی جگہ پر بٹھاتے اور جب آپ ﷺ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے تو وہ بھی کھڑے ہو جاتیں، محبت سے آپ ﷺ کا سر مبارک چومتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔ (ابوداؤد)

رسول اکرم ﷺ کے غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کسی سفر پر تشریف لے جاتے تو سب سے آخر میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے رخصت ہوتے اور سفر سے واپس تشریف لاتے تو خاندان بھر میں سب سے پہلے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کرتے پھر اپنے گھر تشریف لے جاتے۔ (مدارج النبوۃ)

بعض روایتوں میں ہے کہ حضور ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہر رنج و راحت میں شریک ہوتے اور تقریباً ہر روز ان کے گھر جاتے۔ ان کی خبر گیری کرتے، کوئی تکلیف ہوتی تو اسے دور کرنے کی کوشش فرماتے ............... اگر سرور عالم ﷺ کے گھر

میں فقر وفاقہ ہوتا تو بیٹی کے گھر میں بھی یہی کیفیت ہوتی تھی۔ حضور ﷺ کے گھر میں کوئی چیز پکتی تو آپ ﷺ اس میں کچھ نہ کچھ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھی بھجواتے۔

حضرت ابوثعلبہ خشنیؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ایک غزوہ سے واپس تشریف لائے۔ پہلے آپ ﷺ نے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھی۔ حضور ﷺ کو یہ بات زیادہ پسند تھی کہ جب کبھی سفر سے واپس ہوتے پہلے مسجد میں دو رکعت نماز ادا فرماتے اس کے بعد اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاتے پھر ازواج مطہرات کے یہاں۔ چنانچہ آپ ﷺ دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ملنے تشریف لے چلے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے استقبال کے لیے گھر کے دروازہ پر آگئیں اور آپ ﷺ کا چہرۂ مبارک چومنا شروع کر دیا۔ (بروایت دیگر آنکھ اور دہن مبارک کو چوما) اور رونے لگیں۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا روتی کیوں ہو؟ عرض کیا، آپ کا چہرۂ مبارک کا رنگ مشقت سے متغیر اور پھٹے پرانے کپڑے دیکھ کر رونا آ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اے فاطمہ گریہ وزاری نہ کر تیرے باپ کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے کام کے لیے بھیجا ہے کہ روئے زمین پر کوئی اینٹ اور گارے کا مکان اور نہ کوئی اونی سوتی خیمہ بچے گا جس میں اللہ تعالیٰ یہ کام (دین اسلام) نہ پہنچا دے اور یہ دین وہاں تک پہنچے گا جہاں تک دن رات کی پہنچ ہے۔ (کنز العمال، طبرانی، ہیثمی، حاکم)

## حضرت عائشہ صدیقہؓ سے محبت رکھنے کی ترغیب:

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ دیگر ازواج مطہراتؓ نے حضرت فاطمہؓ کو ایک کام کے لیے آنجناب ﷺ کی خدمت اقدس میں بھیجا۔ آنحضرت ﷺ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے گھر میں تشریف فرما تھے تو اس کام کے متعلق گفتگو ہوئی۔ نبی اقدس ﷺ نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا۔ اے بنية الست تحبين ما احب قالت بلی قال فاحبی هذه

"یعنی اے میری بیٹی جس کو میں محبوب رکھتا ہوں کیا تو اسے محبوب نہیں رکھتی؟ تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کیوں نہیں! میں محبوب رکھتی ہوں۔ تو آنجناب ﷺ نے فرمایا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ محبت رکھنا۔

یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ

عنہا کا احترام ام المومنین ہونے کی بناء پر لازماً کرتی تھیں اور اس کی آنحضرت ﷺ نے انہیں تاکید کر رکھی تھی۔ ارشاد نبوی ہوا کہ عائشہؓ کے ساتھ محبت اور عمدہ سلوک قائم رکھنا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام جس کو محبوب جانیں اس کو محبوب ہی رکھنا چاہیے۔

(بحوالہ کتاب بنات اربعہ صفحہ ۲۷۸)

## سیدہ فاطمہؓ کی وفات:

نبی کریم ﷺ کے وصال کے چھ ماہ بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بیمار ہوئیں اور چند روز بیمار رہیں۔ پھر تین رمضان المبارک ۱۱ھ کو منگل کی شب ان کا انتقال ہوا۔ اس وقت ان کی عمر مبارک علماء نے اٹھائیں (۲۸) یا انتیس (۲۹) برس ذکر کی ہے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سن وفات اور ان کی عمر کی ...... میں سیرت نگاروں نے متعدد اقوال لکھے ہیں ہم نے یہاں مشہور قول کے مطابق تاریخ انتقال اور مدت عمر درج کی ہے۔

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی بلا واسطہ آخری اولاد تھیں جن کا انتقال اب ہوا۔ ان کے بعد آنجناب ﷺ کی کوئی بلا واسطہ اولاد باقی نہ رہی اور سردار دو جہاں ﷺ کی جو ایک نشانی باقی رہ گئی تھی وہ بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں پہنچ گئی۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال اور ارتحال خصوصاً اس وقت کے اہل اسلام کے لیے ایک عظیم صدمہ تھا جو مدینہ منورہ میں صحابہ کرامؓ موجود تھے ان کے غم والم کی انتہا نہ رہی اور ان کی پریشانی حد سے متجاوز ہوگئی۔ تمام اہل مدینہ اس صدمہ سے متاثر تھے خصوصاً مدینہ طیبہ میں موجود صحابہ کرامؓ اس صدمہ کبریٰ کی وجہ سے نہایت اندوہ گیں تھے اور صحابہ کرامؓ کا اندوہ گیں ہونا اس وجہ سے بھی نہایت اہم تھا کہ ان کے محبوب کریم ﷺ کی بلا واسطہ اولادِ نسبی دنیا سے اٹھ گئی تھی۔ اب صرف آپ ﷺ کی ازواج مطہرات (امہات المومنینؓ) آنجناب ﷺ کی نشانی باقی رہ گئیں تھیں۔ ان حالات میں سب حضرات کی خواہش تھی کہ ہم اپنے نبی اقدس ﷺ کی پیاری صاحبزادی کے جنازہ میں شامل ہوں اور اس سعادت عظمٰی سے بہرہ اندوز ہوں۔ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا بعد از مغرب اور قبل العشاء انتقال ہونا علماء نے ذکر کیا ہے۔ اس مختصر وقت میں جو حضرات موجود تھے وہ سب جمع ہوئے۔ (بحوالہ کتاب بنات اربعہ صفحہ ۲۹۷)

Scanned with CamScanner

## حضرت فاطمہؓ کا غسل اور اسماء بنت عمیسؓ کی خدمات:

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے قبل از وفات حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت اسماء بنت عمیسؓ کو یہ وصیت کی تھی۔ کہ آپ مجھے بعد از وفات غسل دیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ معاون ہوں۔

چنانچہ حسب وصیت حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس نے آپؓ کے غسل کا انتظام کیا ان کے ساتھ غسل کی معاونت میں بعض اور بیبیاں بھی شامل تھیں۔ مثلاً آنحضرت ﷺ کے غلام ابورافعؓ کی بیوی سلمیٰؓ اور ام ایمنؓ وغیرہ حضرت علی المرتضیٰؓ اس سارے انتظام کی نگرانی کرنے والے تھے۔

## حضرت فاطمہؓ کی صلوٰۃ جنازہ اور شیخین کی شمولیت:

غسل اور تجہیز و تکفین کے مراحل کے بعد حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے جنازہ کا مرحلہ پیش آیا تو آں محترمہ رضی اللہ عنہا کے جنازہ پر خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ جو اس موقعہ پر موجود تھے تشریف لائے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آگے تشریف لا کر جنازہ پڑھائیں۔ جواب میں حضرت علی المرتضیٰؓ نے ذکر کیا کہ آنجناب خلیفہ رسول ﷺ ہیں۔ جناب کی موجودگی میں میں جنازہ پڑھانے کے لیے پیش قدمی نہیں کر سکتا۔ نماز جنازہ پڑھانا آپ ہی کا حق ہے آپ تشریف لائیں اور جنازہ پڑھائیں اسکے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آگے تشریف لائے اور حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا چار تکبیر کے ساتھ جنازہ پڑھایا۔ باقی تمام حضرات نے ان کی اقتداء میں صلوٰۃ جنازہ ادا کی۔

یہ چیز متعدد مصنفین نے اپنی اپنی تصانیف میں باحوالہ ذکر کی ہے چنانچہ چند ایک عبارتیں اہل علم کی تسلی کی خاطر کے لیے بعینہ یہاں نقل کرتے ہیں۔

عن حماد عن ابراهيم قال صلى ابو بكر الصديق على فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم فكبر عليها اربعا.

یعنی ابراہیم (النخعی) فرماتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ کا جنازہ پڑھایا اور اس پر چار تکبیریں کہیں۔

Scanned with CamScanner

# اہلسنت والجماعت

کے کارکنان اور سکول، کالج، یونیورسٹیز میں پڑھنے والے

## طلباء و طالبات اور عوام الناس کے لیے

## علامہ ابوریحان ضیاء الرحمٰن فاروقیؒ

کے ترتیب شدہ معلوماتی کتابچے

نیز ہمارے ہاں

علامہ فاروقی شہیدؒ کے ترتیب شدہ

**4 کلر چارٹ**

(علماء دیوبند کا تعارف اور ان کی خدمات، سیدنا امیر معاویہؓ اور اہل بیت رسول ﷺ، خلافت راشدہ اور شہداء کربلا) بھی دستیاب ہے۔

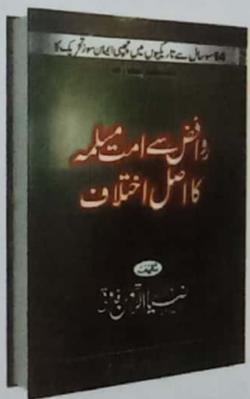

## ادارہ اشاعت المعارف

نزد جامعہ عمر فاروق اسلامیہ راوی محلہ، سمندری، فیصل آباد، پاکستان

**0300-6661452, 0300-7693296**

پرنٹرز: ایچ ایم آرٹ پریس، لاہور

042-37231566
0302-4329566